Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سوموار

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۹ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ یکم وفا ۱۳۵۳ھش یکم جولائی ۱۹۷۴ء	نمبر ۱۴۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ یکم وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

صرف خدا ہی دعائیں قبول فرماتا ہے:۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کی دوسری صفت جس کی طرف ان مقطعات (طٰسٓمٓ) میں توجہ دلائی گئی ہے وہ اس کی صفت سمیع ہے۔ السمیع کے معنی ہیں کہ وہ لوگوں کی دعائیں سنتا اور انہیں نرالے طور پر قبول کرتا ہے اور یہ کہ اس کے سوا نہ زندہ آدمی دوسروں کی دعائیں سن سکتے ہیں اور نہ مُردہ۔ صرف خدا ہی ہے جو لوگوں کی دعائیں سنتا اور ان کو قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو کوئی یورپ میں دعا مانگ رہا ہوتا ہے، کوئی ایشیا میں دعا مانگ رہا ہوتا ہے، کوئی چین میں مانگ رہا ہوتا ہے کوئی جاپان میں مانگ رہا ہوتا ہے، کوئی روس میں مانگ رہا ہوتا ہے، کوئی مصر، شام اور فلسطین میں مانگ رہا ہوتا ہے، مگر خدا ان سب کی دعائیں سن رہا ہوتا ہے۔ پس اس صفت (سمیع) کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہارا خدا وہ ہے جو تمہاری دعاؤں کو سننے والا اور تمہاری تمام ضروریات اور حاجات میں کام آنے والا ہے۔ تمہیں جب بھی کوئی مشکل پیش آئے تمہارا فرض ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے حضور جھکو اور اسی سے دعا کرو۔ اس کے لئے کسی مال کی ضرورت نہیں کسی ہنر کی ضرورت نہیں، کسی طاقت اور قوت کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی کے دونوں ہاتھ شل ہو چکے ہوں یا کوئی شخص اتنا نحیف اور کمزور ہو چکا ہو کہ وہ چارپائی سے اُٹھ کر نماز کی حرکات ادا نہ کر سکے تب بھی وہ دعا کر سکتا ہے کیونکہ دعا ان چیزوں کی محتاج نہیں۔ وہ بیشک لیٹا رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا چلا جائے۔۔ جبتک ایک آدمی زندہ رہتا ہے اور انسانیت کی حد سے وہ ادھر ادھر نہیں ہوتا اُس وقت تک ایک تندرست اور معذور انسان بھی دعا میں حصہ لے سکتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۲۱۸)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو دینِ اسلام میں داخل ہو

اور جو قرآن مجید اور سیّد خیر الانام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی کرے

"لَا یَدْخُلُ فِیْ جَمَاعَتِنَا اِلَّا الَّذِیْ دَخَلَ فِیْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ وَاتَّبَعَ کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَنَ سَیِّدِنَا خَیْرِ الْاَنَامِ وَاٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ الرَّحِیْمِ وَبِالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالْجَنَّۃِ وَالْجَحِیْمِ وَیَعِدُ وَیُقِرُّ بِاَنَّہٗ لَنْ یَّبْتَغِیَ دِیْنًا غَیْرَ دِیْنِ الْاِسْلَامِ وَیَمُوْتُ عَلٰی ھٰذَا الدِّیْنِ دِیْنِ الْفِطْرَۃِ مُتَمَسِّکًا بِکِتَابِ اللّٰہِ الْعَلَّامِ وَیَعْمَلُ بِکُلِّ مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ وَالْقُرْاٰنِ وَاِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ الْکِرَامِ وَمَنْ تَرَکَ ھٰذِہِ الثَّلَاثَۃَ فَقَدْ تَرَکَ نَفْسَہٗ فِی النَّارِ وَکَانَ مَآلُہُ التَّبَابُ وَالتَّبَارُ"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۹۶، صفحہ ۹۷)

ترجمہ:۔ ہماری جماعت میں وہی شخص داخل ہوتا ہے جو دینِ اسلام میں داخل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی کتاب، سیّد خیر الانام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ، اس کے رحیم و کریم رسولؐ، حشر و نشر اور جنّت و دوزخ پر ایمان لائے اور اس بات کا اقرار کرے کہ وہ دینِ اسلام کے سوا کوئی اور دین ہرگز نہیں چاہے گا اور اسی دین پر جو دینِ فطرت ہے خدائے علّام کی کتاب پر تمسک اختیار کئے ہوئے مرے گا۔ اور ہر اس بات پر جو قرآن و سنّت اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے عمل کرے گا۔ اور جس شخص نے ان تین چیزوں کو ترک کیا اُس نے اپنے آپ کو آگ میں لا ڈالا۔ اور اس کا انجام ہلاکت و تباہی ہوگا۔

امراءِ اضلاع کا ضروری اجلاس

امراءِ اضلاع جماعتہائے احمدیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان کا ایک ضروری اجلاس ۴ جولائی ۱۹۷۴ء بروز جمعرات بوقت دس بجے ربوہ میں منعقد ہوگا۔

جملہ امراء اضلاع کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مقررہ تاریخ کو ربوہ پہنچ کر اجلاس میں شریک ہوں۔ (ناظر اعلیٰ)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ یکم وفا ۱۳۵۳ھش

اسلامی تعلیم کا ایک انقلاب انگیز پیغام

یوں تو اسلامی تعلیم اپنے ہر پہلو کے اعتبار سے تمام دیگر ادیان کی تعلیم سے افضل ہے لیکن اس کا ایک پہلو ایک ایسے انقلاب انگیز پیغام پر مشتمل ہے کہ کسی دوسرے مذہب میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ وہ پیغام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کہا ہے کہ جب میرا بندہ ہر طرف سے مایوس اور نا امید ہو کر مجھ پر توکل کرتے ہوئے مجھے پکارتا ہے تو میں نہ صرف یہ کہ اس کی پکار کو سنتا ہوں بلکہ اس کی مدد کو اسکے پاس پہنچ جاتا ہوں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ (البقرہ آیت ۱۸۷)

ترجمہ:۔ اور (اے رسول) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تُو جواب دے کہ) میں تو ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنیوالا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

دکھوں مصیبتوں اور ابتلاؤں میں پھنسے ہوئے انسانوں کے لئے یہ ایسا امید افزا پیغام ہے جو انہیں کسی صورت اور کسی حال میں بھی مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اگر ہر طرف انہیں درندے نظر آ رہے ہوں تو بھی وہ اس انقلاب انگیز پیغام کے طفیل اپنے آپ کو حصارِ عافیت میں محسوس کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر مشکلات و مصائب کے پہاڑ بھی راہ میں حائل ہیں تو ان کا قادر و عزیز خدا انہیں راہ سے ہٹا دے گا، اگر آفات و بلیات کے سمندر موجزن ہیں اور کشتی ڈوبنے کے قریب ہے تو بھی کوئی غم نہیں۔ کیونکہ ان کا ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا ان کے ساتھ ہے وہ انہیں ان بلاؤں اور آفتوں سے نجات دینے کے لئے انکے پاس آ پہنچا ہے، وہ آن کی آن میں طوفانی سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کو تھما کر اسے پھر ساکن کر دے گا، اگر زمین اور آسمان ایک دوسرے سے مل کر چکی کے دو پاٹوں کی طرح انہیں پیس ڈالنا چاہتے ہیں اور انہیں کالعدم کر دینے پر تلے ہوئے ہیں تو بھی فکر کی کوئی بات نہیں کیونکہ ان کا قدیر و مقتدر خدا کہیں دُور نہیں ہے۔ وہ ان کے قریب ہی ہے بلکہ ان کے پاس اور ان کے ساتھ ہے، وہ ایک ہی اشارہ میں زمین اور آسمان کو ایک دوسرے سے جدا کر کے انہیں اپنی اپنی جگہ قرار پکڑنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ عناصر اربعہ اور سورج ہوا، پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں، جنگل کے درندوں اور شورہ زمین کے سانپوں اور اژدہوں الغرض کائنات ارضی و سماوی کی کسی بھی چیز میں یہ تاب اور مجال نہیں ہے کہ وہ قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر خدا کے حکم سے سرتابی کر سکے۔ ایسے ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا کے قریب ہوتے ہوئے بڑی سے بڑی طاقت، بڑی سے بڑی مصیبت اور مہیب سے مہیب آفت بھی ان کا بال بیکا نہیں کر سکتی اور انہیں گزند نہیں پہنچا سکتی۔ الغرض فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ کا آسمانی پیغام ایک انقلاب انگیز پیغام ہے جو ایک حقیقی مسلمان کو وہ ہمت و جودت وہ بہادری و شجاعت وہ حوصلہ اور بے جگری عطا کرتا ہے کہ بڑی سے بڑی مشکل اور مصیبت بھی اس کی نگاہ میں ہیچ ہوتی ہے۔

اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ البقرہ کی آیت وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ میں پوشیدہ انقلاب انگیز پیغام کی اہمیت و عظمت واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

”وہ فرماتا ہے وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ یعنی جب کبھی میرے بندے انسانی خداؤں سے نا امید ہو کر پوچھیں کہ ہمارا آسمانی خدا کہاں ہے، ہم پر تو فرعون نے اور نمرود نے اور شداد نے اتنا تصرف کر لیا ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کہاں جائیں اور کس طرح ان کے مصائب اور آفات سے رہائی حاصل کریں تو تُو انہیں کہہ دے کہ تمہیں میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں اِنِّىْ قَرِيْبٌ میں خود تمہارے قریب آیا ہوا ہوں۔ اگر تمہارا باپ تمہارے کام آ سکتا ہے، یا تمہارا چچا تمہاری مدد کر سکتا ہے، یا تمہارا اور کوئی رشتہ دار تمہارے قریب ہوتا تو تمہیں دوڑ کر اس کے پاس جانا پڑتا مگر اب تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں، مَیں خود تمہارے قریب آیا ہوا ہوں پس تمہاری فریاد سُنی جانے میں کوئی وقت نہیں لگ سکتا۔ دنیا میں تو تمہیں مدد حاصل کرنے کے لئے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے پاس جانا پڑتا ہے مگر میں تو آپ دوڑ کر تمہارے قریب آ چکا ہوں پھر تمہیں کیا مشکل پیش آ سکتی ہے۔

یہ پیغام جو اسلام نے دنیا کے ہر فرد کو دیا ہے اتنا اہم اور اس قدر عظیم الشان انقلاب پیدا کرنے والا ہے کہ اس کی موجودگی میں دنیا کا کوئی دکھ انسان کو پریشان نہیں کر سکتا۔“

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ ۱۹۵۹ء)

الغرض فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ کا قرآنی پیغام ایک انقلاب انگیز پیغام ہے جو تمام دیگر ادیان پر اسلام کی فضیلت و فوقیت کو روزِ روشن کی طرح آشکار کرنے والا ہے۔ یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے ایسا قادرِ مطلق اور مجیب خدا پیش کیا ہے جو پکارنے والے کے پاس خود آ جاتا ہے اور اسے ہر مشکل اور مصیبت، ہر بلا اور آفت کو خواہ وہ پہاڑوں کی طرح مہیب اور بڑی کیوں نہ ہو دُور کرتا ہے اور بڑے سے بڑے دشمن کے حملہ کو ناکام بنا کر اپنے بندوں کی حفاظت کرتا اور ان کی خاطر عظیم الشان نشان ظاہر کرتا اور عجائب کام دکھلاتا ہے۔ بجز اسلام اور کوئی مذہب نہیں جو ایسا خدا پیش کرتا ہو اور جو اُس کے جلال و جبروت اور اس کی غیر محدود قدرتوں اور طاقتوں کے زندہ اور تازہ بتازہ نشان دکھا سکتا ہو۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

عجیب لذّت ہر آبلہ پا کو دے گئی خار کی جراحت

ہوئی جنہیں غیب سے میسّر عجیب شے ہے یقیں کی دولت
یقیں قوّت۔ یقیں شجاعت۔ یقیں ہمّت۔ یقیں کرامت

مقام اپنا بدلتے رہتے تھے ریگِ صحرا پہ جن کے خیمے
یقیں سے اُن بادیہ نشینوں کو مل گئی مسندِ حکومت

وہ کونسی بات تھی کہ جس نے اُنہیں یہ باور کرا دیا تھا
کہ انکی کم مائیگی کے آگے تھی ہیچ شاہوں کی شان و شوکت

بظاہر اہلِ یقیں پہ اکثر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے
مگر جو اُن کی نظر سے دیکھیں تو موت بھی ہے پیامِ راحت

تھکے نہ ماندہ ہوئے وہ رہرو جو اپنی منزل سے آشنا تھے
عجیب لذّت ہر آبلہ پا کو دے گئی خار کی جراحت

(عبد المنان ناہید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ خاتم الانبیاءؐ زندہ باد۔ ختم المرسلینؐ زندہ باد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا ایک اقتباس

"ہم جو حقیقتِ محمدیہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں کہ آپؐ ہی ختم المرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں ہم اپنے نفوس میں بھی مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا بھی اس بات کو سمجھنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

نقشِ قدم پر چلنے میں تین باتیں آتی ہیں اوّل یہ کہ آپؐ کے حُسن کو جاننا جس کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے پس نقش قدم پر چلنے کیلئے ضروری ہے کہ آپؐ کے حسن کا علم حاصل کر کے بے اختیار ہو کر آپ کی محبت میں کھو جانا دوم یہ کہ آپؐ کی عظمت کو پہچاننا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (بنی اسرائیل آیت ۸۲)

ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپ کے مظہر الوہیت ہونے کا لگایا گیا جو عظمت اور جلال ہمیں اللہ تعالیٰ میں اس لئے کہ وہ تمام صفات حسنہ سے متصف اور ہر عیب سے پاک ہے نظر آتا ہے وہی عظمت اور جلال ظلّی طور پر ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی ظلیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عظمت اور جو جلال حاصل ہوا اس کی قدر کرنا اور اس کو پہچاننا آپ کے نقش قدم پر چلنے کے لئے ضروری تھا تاکہ ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق روحانی ترقیات کرتا ہوا اپنے رب کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرے اور اس کی صفات کا زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکے۔

نقش قدم پر چلنے کیلئے تیسری ضروری بات یہ ہے کہ آپؐ کی کامل اطاعت کی جائے پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور آپ کی عظمت اور جلال اور آپؐ کے مقام کو پہچانتا ہے اور اس عشق کے نتیجہ میں اور اس عظمت کے رعب کے سایہ میں آپ کی کامل اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اُسے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک محبوب کو محبت کرنیوالے پیارے سے ملا کرتی ہے چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی ہے اسلئے جو خدا تعالیٰ کا محبوب بن گیا۔ اُسے تو سب کچھ مل گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

پھر ہم جو حقیقت محمدیہ کا عرفان رکھتے ہیں ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت میں کہ آپ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں یکتا اور بے نظیر ہیں آپ کی محسنانہ ہمدردی اور مشفقانہ غمخواری کا کسی ایک فرد یا ایک قبیلہ یا ایک خاندان سے تعلق نہیں بلکہ ساری دُنیا سے اس کا تعلق ہے پھر کسی ایک زمانہ سے اس کا تعلق نہیں قیامت تک کے زمانوں سے اس کا تعلق ہے ایسی سچی کامل اور ہمہ گیر ہمدردی کسی اور وجود میں تو ہمیں نظر نہیں آتی ویسی ہمدردی تو کجا میں تو سمجھتا ہوں اس کا ہزارواں حصہ بھی اس کا کروڑواں حصہ بھی ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتا اور اگر کسی شخص کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی ثابت ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں اور اس حقیقت کی دُنیا میں منادی کرتے ہیں کہ اس صفت میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں اور تمام انسانوں سے بڑھ کر بے نظیر انسان ہیں۔

اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر اس وقت میں نے صرف بعض کو لیا ہے اور مختصراً آپ کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس بات کو سمجھ گئے ہوں گے کہ مقام محمدیت کی جو معرفت ہمیں حاصل ہے آج وہ ہمارے غیر کو حاصل نہیں اسمیں شک نہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کروڑوں اربوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق یہ معرفت ملی ہم نے اس عرفان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور پہلوں کی طرح ہمیں یہ عرفان اور معرفت عطا ہوئی تھی حقیقی معنی اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ ہم جب خاتم الانبیاء زندہ باد ختم المرسلین زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی ہماری روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ خاتم الانبیاء زندہ باد ختم المرسلین زندہ باد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو شخص مسلمان کہلاتا ہے اور پانچ ارکان اسلام کا اقرار کرتا ہے

اُسے دُنیا کی کوئی طاقت کافر قرار نہیں دے سکتی

(مولانا عبد المجید صاحب سالک مرحوم)

"اسلام کے بعد ایمان کا درجہ ہے اور قرآن مجید کے نزدیک ایمان یہ ہے کہ اللہ اس کے فرشتوں پیغمبروں اسکی کتابوں حشر و نشر اور سزا و جزا کا اقرار کیا جائے۔ حدیث میں اسلام کے ارکان پانچ بیان کئے گئے ہیں۔ شہادت نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ صفت ایمان مفصل اور ارکان اسلام۔ پر عمل کا درجہ تو بعد میں آتا ہے اوّلین چیز توحید و رسالت کا اقرار ہے اور جو شخص یہ اقرار کرتا ہے اُسے دنیا کی کوئی طاقت کافر قرار نہیں دے سکتی۔ بخاری میں حدیث ہے۔ ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور سے سوال کیا اسلام کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ

"اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز کو قائم کرو۔ رمضان میں روزہ رکھو اور زکوٰۃ دو"

پھر جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرنے کے بعد حضور کے ان احکام پر عمل بھی کرتا ہے۔ اس کو کون کافر قرار دے سکتا ہے۔

قرآن حکیم کا حکم

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومناً

ترجمہ: جو شخص تم کو سلام کہے اس کے متعلق یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے یعنی اللہ کے نزدیک اس شخص کو کبھی کافر قرار نہیں دیا جا سکتا جو مسلمانوں کو السلام علیکم کہتا ہے۔ اس پر بعض منافقین تکفیر کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی عیسائی یا ہندو ہم کو سلام کہے تو کیا ہم اس کو بھی مسلمان مان لیں؟ اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ تمہارے اعتراض کا جواب ہم نہیں دے سکتے کیونکہ آیت صاف ہے اور اللہ کا حکم ہے۔ اگر تم اللہ کے بندے ہو تو تمہیں اللہ کا حکم ماننا ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ لست مومناً کے الفاظ کا مطلب یہی ہے کہ کسی مومن کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے جس حالت میں وہ تم کو مومنانہ سلام کہتا ہے غیر مسلم کا تو اس سے تعلق ہی نہیں مقصود یہ ہے کہ جو شخص مسلمان کہلاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ ظاہر اخوت کا ثبوت (یعنی سلام و کلام) بھی دیتا ہے۔ اس کو کافر کہنا از روئے قرآن ممنوع ہے۔

......ایسی حدیثیں متعدد ہیں جنمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص توحید کا اقرار کر لیتا تھا حضور اُسے مسلمان سمجھتے تھے۔ اور اگر کوئی اعتراض کرتا تھا کہ فلاں محض دل سے مسلمان نہ ہوا ہو تو حضور فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حکم نہیں ملا۔ کہ میں لوگوں کے دلوں کو پھاڑ کر دیکھوں اسلام کے لئے اقرار کافی ہے۔

ائمہ اسلام اور تکفیر

ہمارے ائمہ کبار نے اہل قبلہ کی تکفیر کو ہمیشہ ناواجب ٹھہرایا ہے۔ امام بخاری نے کیا خوب بات کہی ہے۔ کہ جس اقرار کے بعد کوئی مسلمان ہوتا ہے۔ جب تک اس اقرار سے برگشتہ نہ ہو۔ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔

(در مختار سوم صفحہ ۱۰۰)

ساری دنیا جانتی ہے کہ ایک کافر جس وقت کلمہ پڑھ کر توحید و رسالت کا اقرار کر لیتا ہے۔ تو مسلمان ہو جاتا ہے اور تمام مسلم و غیر مسلم اس کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔ اب جب تک وہ اس اقرار کو واپس نہ لے یعنی توحید و رسالت کا منکر نہ ہو جائے۔ اس کو کافر اور غیر مسلم کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے۔

روزنامہ آفاق لاہور

۴ر دسمبر ۱۹۵۲ء

مرسلہ

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب

ربوہ

خدام الاحمدیہ کے ہر ممبر کو قرآن کریم کا ترجمہ جاننا چاہیئے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآنی تعلیم کو سمجھیں اور اس کو اپنے دلوں اور دماغوں میں پوری مضبوطی سے قائم کریں۔ میں نے کہا تھا کہ ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم میں کیا لکھا ہے اور خدا ہم سے کن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد ایسا نہ رہے نہ بچہ۔ نہ جوان نہ بوڑھا جسے قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو"

خدام الاحمدیہ حضرت المصلح الموعود کے اس ارشاد کو ہمیشہ مدنظر رکھیں خود بھی قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہیں اور جماعت کے دوسرے افراد کو بھی قرآن کریم پڑھائیں۔ ناظرہ بھی پڑھائیں۔ ترجمہ بھی پڑھائیں اور تفسیر بھی پڑھائیں اور کام اس طرح منظم طور پر کریں کہ حضور کا یہ منشا پورا ہو جائے کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جو قرآن کریم با ترجمہ نہ جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اعلان دار القضاء

مکرم شیخ احمد علی صاحب فورمین سول انجنیئرنگ، واہ کینٹ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم ماسٹر امام علی صاحب ولد جمعہ نما صاحب وفات پا چکے ہیں مرحوم کے ذاتی کھاتہ 1581/119 تحریک جدید میں مبلغ 2525/- روپے موجود ہیں۔ مرحوم کے میرے علاوہ مندرجہ ذیل وارثان بھی ہیں۔ جنہیں رقم مذکورہ بالا فضل بی بی صاحبہ بیوہ ماسٹر امام علی صاحب مرحوم کو ادا کئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ (۱) فضل الٰہی صاحب پسر (۲) شیخ نصرت الٰہی صاحب پسر (۳) اقبال بیگم صاحبہ دختر (۴) رابعہ بیگم دختر

لہذا استدعا ہے کہ رقم مبلغ 2525/- روپے محترمہ فضل بی بی صاحبہ کو ادا کئے جانے کا فیصلہ صادر فرما دیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

ناظم دار القضاء ربوہ

نماز باجماعت میں حکمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۴۷، صفحہ ۲۴۸)

(قیادت تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

درخواست دعا

میری اہلیہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے ٹھیک ہے لیکن ابھی نقاہت کافی ہے قارئین کرام سے مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محمد نواز مومن دفتر الفضل ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم حاجی عبدالرحمٰن صاحب سٹھیالوی مرحوم کا ذکر خیر

(مکرم فیروز الدین صاحب امرتسری انسپکٹر تحریک جدید ربوہ)

محترم حاجی عبدالرحمٰن صاحب سٹھیالوی ٹھیکیدار سمن آباد لاہور ۳ر ستمبر ۱۹۷۳ء کو صبح قریباً ۵۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

مرحوم ۱۹۱۵ء میں چک ۵۰ ج ب سٹھیالہ ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے۔ گاؤں کے قریب واقع ایک سکول سے مڈل تک تعلیم حاصل کی جس کے بعد لائل پور کے ایک ٹیکنیکل کالج میں فنی تربیت حاصل کی۔ بچپن سے ہی احمدیت، خلافت اور نظام سلسلہ سے انس تھا۔ دینی معلومات میں وسیع مطالعہ تھا۔ معماروں کی نگرانی۔ نقشہ جات کی تیاری۔ تعمیر بلڈنگ میں وسیع تجربہ تھا۔

اپنے والد میاں محمد عبد اللہ صاحب مرحوم کی وصیت کے مطابق اپنے لڑکے منوّر احمد صاحب شاہد کو خدمت دین کیلئے وقف کیا۔

مرحوم نے افرادِ خاندان کو مرکز ربوہ میں رکھا تھا۔ لیکن کاروباری وسعت کے پیشِ نظر ۱۹۵۷ء میں آپ نے سمن آباد لاہور میں تعمیرات کا کام شروع کیا تھا۔

اپنوں اور غیروں میں مقبول تھے۔ اور ہر خاص و عام کو محبت اور پیار سے پیغامِ حق پہنچانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ دعاؤں سے کام لیتے۔ باوجود مخالفت کے تبلیغ میں محو رہتے اور مخالفین کے دُکھ سُکھ میں شامل ہوتے۔

ان کے اخلاقی نمونہ اور حسن سلوک اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے سٹھیالہ مذکور میں جماعت قائم ہو چکی ہے اور کچھ افراد جماعت مذکورہ سے ربوہ میں آباد ہو کر دینی اور دنیاوی علوم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ آپ ہر مرکزی تحریک میں حصہ لینے کی کوشش کرتے۔ مہمانوں کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے۔ ہر ایک سے ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ہر دلعزیز با اخلاق اور مخلص احمدی تھے۔ اولاد کی تربیت کے لئے سلسلہ کی اکثر کتب خرید رکھی تھیں۔ ۱۹۶۶ء میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔ آپ اپنے ساتھ اپنی اہلیہ اور چھوٹے بچے کو بھی حج کے لئے ساتھ لے گئے۔

۱۳ر اگست کو سکوٹر کے ایک حادثہ کے نتیجہ میں فوت ہوئے۔ وفات کے وقت آپکی عمر قریباً ۵۵ سال تھی۔ جنازہ لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ احمدی احباب کے علاوہ بعض غیراز جماعت دوست بھی جنازہ کے ساتھ ربوہ آئے۔ بعد نماز مغرب محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک بوڑھی والدہ۔ چار بہنیں ایک بھائی۔ ایک بیوہ (چار بچے اور دو بچیاں جن میں ایک بچہ کی شادی ہو چکی ہے۔) ہیں۔

جملہ احباب کرام دُعا فرمائیں کہ اللہ کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور بیوہ اور بچوں کا خود حافظ و ناصر اور کفیل ہو۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشادات مبارکہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

- حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اسکے ظل تھے۔
- تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔
- تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔
- بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کوئی کتاب نہیں۔
- اس نعمت کی قدر کرو۔ جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔
- جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔
- انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔
- ہماری جماعت کو چاہیئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں۔
- خدا اُس شخص سے پیار کرتا ہے جو اُس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔
- مجھے قرآن مجید سے محبّت ہے اور بہت محبّت ہے۔
- قرآن مجید میری غذا ہے۔
- مَیں سخت کمزور ہوتا ہوں۔ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ میں طاقت آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں قرآنی انوار سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

(مرسلہ سردار عبدالحق شاکر واقفِ زندگی تحریک جدید ربوہ)

قائدین خدّام الاحمدیہ کی ذمّہ داری

ہر قائد مجلس کا یہ فرض ہے کہ اپنی مجلس کی کارگذاری کی ماہانہ رپورٹ مرکز میں ارسال کرے۔ بعض قائدین رپورٹ اِس لئے نہیں بھجواتے کہ یا تو کام ہوا نہیں یا تھوڑا ہوا ہے۔ جس قدر بھی کام ہو اس کی رپورٹ مرکز میں ضرور بھجوائیں تا مرکز مجلس کی صحیح راہنمائی کر سکے۔ یہ رپورٹ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک آنی چاہیئے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

شکریۂ احباب و درخواستِ دُعا

میرے والد محترم حکیم روشن دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آف چک ۹۶ گ۔ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور کی وفات پر بہت سے احباب نے خطوط کے ذریعہ نیز گھر پر تشریف لا کر تعزیت فرمائی۔ اس طرح ہمارے غمگین دلوں کیلئے ڈھارس کا باعث بنے۔ میں اپنی اور اپنے بھائیوں کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین (شریف احمد بھٹی۔ لائل پور ٹمبر سٹور۔ راجباہ روڈ لائلپور)

امراءِ اضلاع سے گذارش

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد کو بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔

امراء صاحبان اضلاع کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے ضلع سے زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوائیں۔ اگر گریجوایٹ طلباء زندگی وقف کریں تو سلسلہ کے لئے زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ نیز کوشش کی جائے کہ ایسے خوشحال دوست بھی اپنے بچوں کو پیش کریں جو اپنے خرچ پر جامعہ احمدیہ میں تعلیم دلا سکیں۔ بچے نیک اور ہونہار ہوں تاکہ خوب محنت کر کے اچھے مبلغ بن سکیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ضرورت چوکیدار:۔ ایک دیانتدار اور محنتی چوکیدار کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات اپنے امیر صاحب یا صدر صاحب کی سفارش کے ساتھ صدر محترم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی خدمت میں بھجوا دیں۔ امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ وہ سائیکل چلانا جانتے ہوں اور کچھ پڑھے لکھے ہوں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

بغیر اپریشن کے بواسیر (موذی مرض) کے
PILES CURE
پائلز کیور
صرف چار کیپسولز سے ختم قیمت -/۱۰
کیور یٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی
ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی۔ ربوہ
فون نمبرز:۔ ۶۰۶، ۶۰۷

درخواستِ دُعا

دو جولائی کو یونیورسٹی اور سیکنڈری بورڈز کے امتحانات شروع ہو رہے ہیں۔ ان امتحانات میں ایک بڑی تعداد احمدی طلباء اور طالبات کی بھی شامل ہو رہی ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا مومنانہ سیرت و کردار کے حامل دائرۂ اسلام سے خارج ہو سکتے ہیں؟

ڈاکٹر عبد السلام خورشید کے ایک تازہ مضمون کے دو اقتباسات کا موازنہ

آجکل بعض اتحاد دشمن عناصر نے ملک میں احمدیوں کے خلاف منافرت پھیلانے کی ایک انتہائی افسوسناک مہم چلا رکھی ہے۔ جگہ جگہ احمدیوں کا سوشل اور اقتصادی بائیکاٹ کر کے انکی زندگی اجیرن بنادی گئی ہے۔ ان کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر اور اخبارات میں شائع ہونیوالے زہریلے مواد کے ذریعہ دماغوں کو مسلسل مسموم کیا جارہا ہے اور مطالبہ یہ کیا جارہا ہے کہ چونکہ ان اتحاد دشمن عناصر کے نزدیک (نعوذ باللہ) احمدی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اسلئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

روزنامہ "مشرق" لاہور بابت ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کے سنڈے ایڈیشن میں "افکار و حوادث" کے زیر عنوان ڈاکٹر عبد السلام خورشید کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے احمدیوں پر بے بنیاد الزامات لگا کر انہیں مطعون کرنے اور ان کے خلاف منافرت پھیلانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ بایں ہمہ قدرت نے اِس زہریلے مضمون میں ان کے قلم سے ایک طرف احمدیوں اور دوسری طرف انہیں کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے والوں کے باہم متضاد کردار کا موازنہ کرا کے دنیا پر آشکار کر دکھایا ہے کہ جنہیں کافر قرار دیا جارہا ہے آج وہی ہیں جو بفضلہ تعالیٰ مومنانہ سیرت و کردار کے حامل ہیں چنانچہ ہم ذیل میں خود ڈاکٹر عبد السلام خورشید کے الفاظ میں یہ موازنہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:۔

احمدیوں کا مومنانہ سیرت و کردار

وہ اِس امر کا رونا رونے کے بعد کہ ––– "ہم نے گزشتہ نصف صدی میں احمدیوں کی مخالفت میں محض جلسوں، جلوسوں اور مظاہروں اور کانفرنسوں اور تقریروں سے کام لیا" ––– احمدیوں کی عالمگیر اسلامی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"اِس وقت دنیا کے اکتیس ملکوں میں انہوں (یعنی احمدیوں) نے پچاس سے زیادہ احمدیہ مشن قائم کر رکھے ہیں۔ ان کے زیر اہتمام تین سو چوالیس مسجدیں تعمیر ہوئیں، گھانا میں ایک سو اکسٹھ، انڈونیشیا میں ساٹھ، سیرالیون میں چالیس، نائیجیریا میں چالیس اور مشرقی افریقہ میں بیس۔ برطانیہ، امریکہ، جرمنی، ڈنمارک، ہالینڈ وغیرہ میں بھی ان کی مساجد موجود ہیں۔ انگریزی، جرمن اور دوسری زبانوں میں سولہ رسالے جاری ہیں۔ بہت سی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم چھاپے جا چکے ہیں اور بانیٔ سلسلہ اور دوسرے نمایاں افراد کی کتابیں بھی مختلف زبانوں میں طبع ہو کر دنیا بھر میں فروخت ہو رہی ہیں۔ چونکہ عامۃ المسلمین نے ایسی کوئی منظم کوشش نہیں کی اس لئے بیرونی دنیا کے بیشتر ممالک میں اسلام کا وہی تاویلی چالو ہے جو احمدی کرتے ہیں اور بعض افریقی ممالک میں تو احمدیت ہی کو اسلام کا مظہر سمجھا جارہا ہے۔"

(سنڈے مشرق ۳۰ جون ۱۹۷۴ء)

ڈاکٹر خورشید نے اپنے مضمون میں ان سینکڑوں پرائمری، مڈل اور ہائر سیکنڈری سکولوں نیز ان درجنوں ہسپتالوں کا ذکر نہیں کیا جو جماعت احمدیہ نے افریقہ کے متعدد ممالک میں قائم کئے ہیں اور وہاں کے عوام کی بالعموم اور مسلمانوں کی بالخصوص بے لوث خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ ان جملہ ممالک میں جماعت احمدیہ کی ان عظیم الشان اسلامی خدمات کو بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔

دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے والوں کا کردار

مضمون کے آخر میں ڈاکٹر عبد السلام خورشید نے احمدیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے والوں کی سیرت و کردار کی جو جھلک پیش کی ہے وہ خود ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:۔

"اِس میں قصور کس کا ہے؟ ظاہر ہے ہمارا قصور ہے۔ آخر ہمیں تبلیغ سے کس نے روکا تھا؟ دوسری زبانوں میں اسلام کی نشر و اشاعت میں کون حائل رہا ہے؟ کیا پچھلی نصف صدی کے دوران میں ہم نے کبھی سوچا کہ دنیا کے سامنے اسلام کو اس کی اصل اور منزہ صورت میں پیش کریں؟ کیا ہم مالی اعتبار سے احمدیوں کے مقابلہ میں پسماندہ ہیں؟ کیا ہم میں قابل لوگوں کا گھاٹا ہے؟ اگر نہیں تو ہم نے ✱

ایک سوال اور اس کا جواب!

"مذہب کے ٹھیکیداروں کا پسندیدہ مشغلہ ––– کافر گری"

روزنامہ "مساوات" لاہور کے سنڈے ایڈیشن بابت ۳۰ جون ۱۹۷۴ء میں فاروق پراچہ صاحب کا مضمون بعنوان "آپ کے نفسیاتی مسائل" شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے حسب معمول قارئین کے خطوط درج کر کے ان کے جواب تحریر کئے ہیں۔ ایک سوال اور اس کے جواب کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:۔

سوال:۔ "میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ان نام نہاد لیڈر آخر کب تک اسلام کے مقدس نام کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرتے رہیں گے۔۔۔ آپ ان کے لئے کیا علاج تجویز کرتے ہیں؟" (ایم شریف۔ کراچی)

جواب:۔ "امریکہ سے نکلنے والے ایک انگریزی روزنامے "کرسچین سائنس مانیٹر" نے اپنی حالیہ اشاعت میں انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں سالانہ ۷ ہزار افراد عیسائی بن جاتے ہیں۔ مذہب کے ٹھیکیداروں کو سیاست سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ اِس جانب توجہ دیں۔ وہ تو بس حصولِ اقتدار کی جدّ و جہد میں مصروف ہیں مسلمانوں کو کافر قرار دے دینا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ زیادہ کیا لکھوں خدا ہی ان کو عقل دے۔"

(سنڈے مساوات ۳۰ جون ۱۹۷۴ء)

مذہب کے اِن ٹھیکیداروں کو آج تک کسی عیسائی کو تو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی توفیق نہیں ملی ہاں لاکھوں احمدیوں کو جنہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے متعدد ممالک میں لاکھوں عیسائیوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا ہے کافر قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج کرنے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ مسیحی تو پاکستانی مسلمانوں کو ہزاروں کی تعداد میں عیسائی بنا رہے ہیں اور دینِ اسلام کے یہ ٹھیکیدار لاکھوں پاکستانی مسلمانوں کو حلقۂ اسلام سے خارج کر کے بزعم خود انہیں کفر کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اِس سے بڑھ کر اسلام دشمنی اور کیا ہو سکتی ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن کرد آنچہ آشنا کرد

✱ کوئی ٹھوس قدم کیوں نہیں اُٹھایا؟ اصل بات یہ ہے کہ ہم میں ہنگامی جذبہ تو پیدا ہو جاتا ہے لیکن وہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا جسے استقلال حاصل ہو۔ ہم جان تو دے سکتے ہیں لیکن مسلسل ریاضت کے قابل نہیں ہیں اور ہماری دینی قیادت بھی جم کر اور وسیع نقطۂ نگاہ سے اور لمبے عرصہ کے تقاضوں کے مطابق ٹھوس کام کے ناقابل نظر آتی ہے۔ پس یہ وقت صرف دوسروں پر اعتراض کا نہیں اپنے ضمیر کے اندر جھانکنے اور اس کا محاسبہ کرنے کا وقت بھی ہے۔" (سنڈے مشرق ۳۰ جون ۱۹۷۴ء)

اِس کے باوجود یہ بے عمل لوگ اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ احمدیوں کو جو مومنانہ سیرت و کردار کے حامل ہیں دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا جائے۔ بھلا ان لوگوں کو جنہوں نے فی زمانہ عدیم النظیر مالی و جانی قربانیاں دے کر اور اپنا خون پسینہ ایک کر کے چار دانگ عالم میں اپنے قول اور عمل سے اسلام اور مسلمانوں کی بے بہا خدمات سر انجام دی ہیں کون دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے سکتا ہے؟ کیا وہ جو خود اپنے اقرار کے بموجب اسلامی عمل و کردار کے لحاظ سے تہی دامن ہیں؟

حقیقی مومن وہی ہے جو خدا کی نگاہ میں مومن ہے کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور دلوں کا بھید بجز خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴